یومِ شہدائے مشرقی پاکستان پر

(۱۶ دسمبر ۲۰۰۳ء)

شاعر: محسنؔ علوی جدہ سعودی عرب

عجب تاریخ ہے سولہ دسمبر جب بھی آتا ہے
بہت ٹوٹے دلوں کو خون کے آنسو رلاتا ہے

وطن سے بے وفائی کے مناظر یاد آتے ہیں
وطن کو بیچنے والے وہ تاجر یاد آتے ہیں

کوئی ماں اپنی بیٹی کے لئے فریاد کرتی ہے
کہیں ماں باپ اپنے یاد پھر اولاد کرتی ہے

کہیں بھائی بہن کی آنکھ میں تصویر پھرتی ہے
محبت کی کہیں پھر سے کوئی دیوار گرتی ہے

نہ جانے کیسے کیسے ظلم کے منظر نظر آئے
ہلاکو اور چنگیزوں سے بھی بدتر نظر آئے

جو باقی بچ گئے وہ کیمپوں میں آج مرتے ہیں
وطن سے با وفائی کی سزا وہ اب بھی بھرتے ہیں

خدارا ان کی آمد کے لئے سب لوگ مل جائیں
تو پاکستان کی جانب یہ سب ٹوٹے سے دل جائیں

انہیں واپس بلانے کی مہیا پھر فضا تو ہو
کوئی مسلم پھر اپنے بھائی کی خاطر کھڑا تو ہو

زباں فریاد کرتی ہے بہت یہ دل مچلتا ہے
مگر حالات پر سوچوں تو پھر آنسو نکلتا ہے

دعا کرتا ہوں پاکستان میں یارب انہیں گھر دے
تو بچھڑے بھائیوں کو پھر سے اس دھرتی کی چادر دے

کوئی آزاد ہونے کے سہارے ڈھونڈتا ہوگا
کوئی نادیدہ قسمت کے ستارے ڈھونڈتا ہوگا

نہ جانے کون ایسا ہے جو انکا غم نہیں رکھتا
مگر کوئی بھی ان کے زخم پر مرہم نہیں رکھتا

کبھی جب فکر اپنا قلب کو ہم راز کرتی ہے
وطن سے انکی الفت پر ہمیشہ ناز کرتی ہے

گو پندرہ لاکھ افغانوں کو ہم آباد کرتے ہیں
محبان وطن کو کیمپ میں برباد کرتے ہیں

بظاہر ان کی حالت پر قلب کو افسردہ کرتی ہے
وطن واپس بلانے پر کہاں آمادہ کرتی ہے

کوئی خوش رہ کے کہتا ہے کہ میں بھولا نہیں غم کو
ہماری زندگی میں تو سکوں ہے اور کیا ہم کو

ہمیں اب کیا غرض اس سے وہ جیتے ہیں کہ مرتے ہیں
ہمارے قلب انکی بے کسی پر آہ بھرتے ہیں

انہیں واپس بلانے میں کیوں اتنے سرد ہیں ہم سب
مسلماں قوم کے کیا جانے کیسے فرد ہیں ہم سب

اگر پی آر سی انکے لئے محفل سجاتی ہے
تبھی ان ساتھیوں کی کچھ ہمیں بھی یاد آتی ہے

فلسطیں کابل و بنگال پھر کشمیر مت بھولو
جو دشمن نے لگائے ہیں وہ سارے تیر مت بھولو

ہمیں اسوقت بھی جس چیز کی بے حد ضرورت ہے
اخوت ہے محبت ہے مسلمانوں کی وحدت ہے

دلوں کی نفرتوں سے کچھ بھی تو حاصل نہیں ہوتا
پھر انکا دل بھی ان حالات سے بددل نہیں ہوتا

نیت میں حکمرانوں کھوٹ گر شامل نہیں ہوتا
سفر منزل کی جانب اس طرح مشکل نہیں ہوتا

سکون دل بھی محسن اس طرح فریاد کرتا ہے
ہر اک سولہ دسمبر کو انہیں پھر یاد کرتا ہے

پاکستان میں آباد ہونے کیلئے ہجرت کرنیوالے بہاری آج بھی پاکستانی ہیں

رواں دواں ...... احمد ندیم قاسمی

معاملہ نہایت سیدھا سادا ہے۔ اس میں کوئی دور دراز کا بھی الجھاؤ نہیں۔ برصغیر (جنوبی ایشیا) میں تحریک پاکستان پوری شدت سے چل رہی ہے۔ ہندوستان کی قریب قریب ساری مسلم آبادی اس تحریک کی ہم نوا ہے۔ جب 1947ء میں قیام پاکستان کے ساتھ ہی تبادلۂ آبادی ہوتا ہے تو مشرقی پنجاب کی مسلم آبادی مغربی پنجاب میں پناہ لیتی ہے۔ یوپی کے بیشتر مسلمان بڑی تعداد میں سندھ میں اور اس کے بڑے شہروں حیدر آباد اور کراچی وغیرہ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ صوبہ بہار کے لاکھوں مسلمان بنگال، یعنی مشرقی پاکستان کا رخ کرتے ہیں۔ جس طرح مشرقی پنجاب اور یوپی وغیرہ کے مہاجرین پاکستان کے شہری قرار پاتے ہیں، اسی طرح بہار کے پناہ گزین بھی پاکستانی شہریت اختیار کر کے، پاکستان کی افرادی قوت میں اضافہ کرتے ہیں۔

مشرقی پاکستان میں اس وقت تشویش ناک ہوائیں چلنے لگتی ہیں جب مسلم لیگ کی رکنیت سازی کے سلسلے میں مشرقی پاکستان کے مسلم لیگیوں کے ساتھ محض اس لئے واضح زیادتیاں کی جانے لگتی ہیں کہ آبادی کے لحاظ سے وہاں کے ارکان کی تعداد مغربی پاکستان کے مسلم لیگی ارکان سے زیادہ ہو جائے گی اور مسلم لیگ مشرقی پاکستانیوں کے قبضے میں چلی جائے گی۔ وہیں سے اس عوامی لیگ کا آغاز ہوتا ہے جو بعد میں مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں بدلنے میں کامیاب رہی، پاکستان دولخت ہو کر رہ گیا اور بھارت کی وزیر اعظم کو یہ دعویٰ کرنے کا موقع دیا گیا کہ دو قومی نظریے کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا گیا ہے۔ 1947ء سے 1971ء تک مغربی پاکستان کے مسلم لیگی لیڈروں کی دراز دستیوں کے علاوہ، یہاں کی بیوروکریسی نے بھی نمایاں منفی کردار ادا کیا۔ مسلسل سیاسی زیادتیاں کی گئیں۔ مشرقی پاکستان کی اوریجنل آبادی نے افواج پاکستان کو نہایت درجہ پریشان کر دیا تو اس صورتِ حال میں بھارت کو مداخلت کا موقع مل گیا جبکہ مشرقی پاکستان میں جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ پاکستان کا داخلی معاملہ تھا، جیسا کہ آج کل آسام میں بھارتی حکومت کے خلاف جو زبردست تحریک چل رہی ہے، وہ بھارت کا داخلی مسئلہ ہے اور پاکستان یا بنگلہ دیش نے اس صورتِ حال سے منفی فائدہ حاصل کرنے کا سوچا بھی نہیں۔

بہرحال بھارتی افواج کی مدد سے مشرقی پاکستان میں بنگلہ دیش کی صورت میں ایک الگ مملکت کا قیام عمل میں آ گیا۔ مگر بہار کی جو مسلم آبادی اپنے گھر بار، اپنے کارخانے اور کھیت، اپنے بزرگوں کے مزار بہار ہی میں چھوڑ کر، محض پاکستان میں بسنے کے لئے مشرقی پاکستان میں ہجرت کر گئی تھی تو اس کے پاکستانی ہونے میں کس کافر کو شبہ ہو سکتا ہے۔ بنگلہ دیش کی بنگالی آبادی پاکستانیت سے دستکش ہو گئی مگر وہاں کی بہاری آبادی تو بدستور پاکستانی رہی۔ ان میں سے جن کا بس چلا وہ کسی نہ کسی طرح مغربی پاکستان میں آ کر آباد ہو گئے مگر چار لاکھ کے قریب بہاری پاکستانیوں کے پاس اتنے ذرائع نہیں تھے کہ وہ ایک بار پھر ہجرت کر کے اس مغربی پاکستان میں آ بستے جو اب پاکستان کہلاتا تھا۔ وہ نہ تو ریل کے ذریعے ایک سراسر دشمن ملک کے ہزاروں میل کا سفر اختیار کر سکتے تھے اور نہ سمندری راستے سے ان کی رسائی ممکن تھی، چنانچہ وہ بنگلہ دیش ہی میں محصور اور مجبور ہو کر رہ گئے۔

صاف ظاہر ہے کہ ان کی پاکستانیت سے کسی بھی پہلو سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اربابِ اختیار کا یہ کہنا کہ ان لاکھوں کا پاکستان سے پیار، انہیں پاکستان میں لا کر آباد کرنے کا جواز نہیں بنتا، انتہا درجے کی بے حسی کا اظہار ہے۔ یہی دیکھ لیجیے کہ برصغیر پر انگریز کے قبضے کے بعد ان علاقوں کی انفرادیت ختم نہیں ہو گئی تھی۔ انگریز جب امریکہ پر قابض تھا تو کیا امریکی لوگ غیر امریکی ہو گئے تھے؟ صاف اور صریح حقیقت یہ ہے کہ بنگلہ دیش کے چار لاکھ محصور بہاری اب بھی پاکستانی ہیں اور انہیں اقوام متحدہ کی مدد سے، یا اندھی دولت پر قابض بعض مسلم ممالک کے تعاون سے پاکستان میں لا کر پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے ان وسیع و عریض علاقوں میں آباد کیا جا سکتا ہے جہاں صرف کاشتکاری بھی انہیں احتیاج سے آزاد کر سکتی ہے۔ پھر وہ لوگ بیشتر کاریگر اور محنتی ہیں۔ جو لوگ اب ایک غیر ملک میں بھی زندہ ہیں، ان کی استقامت کی تو قسم کھائی جا سکتی ہے۔ انہیں طعن کا نشانہ بنانے کی بجائے ان سے پیار کے جذبے کو زندہ کرنا چاہیے۔

یہاں مجھے اپنے وزیر اعظم جمالی صاحب کی وہ تقریر یاد آ رہی ہے جو انہوں نے برسر اقتدار ہونے کے بعد پہلی بار کی تھی۔ انہوں نے دو ٹوک انداز میں فرمایا تھا کہ اب کسی قسم کی زرعی اصلاحات نہیں ہوں گی۔ وزیر اعظم کو کم سے کم یہ تو سوچنا چاہیے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں کے ''بڑوں'' کے پاس جو لاکھوں ایکڑ اراضی پڑی سوکھ رہی ہے، وہ اگر کاشت ہونے لگے تو پاکستان پورے ایشیا کو غلہ مہیا کر سکتا ہے۔ اس اراضی کو بڑے بڑے سرداروں، خانوں، تمن داروں اور وڈیروں وغیرہ سے خالی کرا لینا چاہیے کہ وہ حد نظر تک پھیلی ہوئی ان زمینوں سے اب تک منوں سونا کما اور کھا چکے ہیں اور آزاد پاکستان میں اب ان کے ہاتھوں کروڑوں عوام کے استحصال کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ محترم جمالی صاحب اگر اپنے اوپر جبر کر کے بھی اس طرح کی زرعی اصلاحات کر گزریں تو صرف چار لاکھ بہاری پاکستانیوں کی آبادکاری کا مسئلہ دنوں میں حل ہو سکتا ہے۔ اب بھی اگر پنجاب اور سندھ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ اور سرحد اور بلوچستان نصف نصف لاکھ بہاریوں کو اپنے ہاں آباد کرنے کا ایثار کر ڈالیں تو وہ جدید اسلامی تاریخ کا روشن ترین باب ہو گا۔